حصّۂ نظم

© NCERT
not to be republished

© NCERT
not to be republished

غزل

لفظ ''غزل'' کے کئی معنی ہیں: محبوب سے باتیں کرنا، عورتوں کی باتیں کرنا، عورتوں سے باتیں کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنیادی طور پر غزل میں عشقیہ باتیں بیان کی جاتی ہیں لیکن آہستہ آہستہ غزل میں اور طرح کے مضامین بھی داخل ہوتے گئے۔ آج یہ کہا جاسکتا ہے کہ غزل میں تقریباً ہر طرح کی باتیں بیان ہوسکتی ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ غزل آج بھی اُردو کی سب سے زیادہ مقبول صنفِ سخن ہے۔

کہا جاتا ہے کہ غزل کی ابتدا قصیدے سے ہوئی۔ قدیم عربی شاعری میں قصیدے کے شروع میں کچھ اشعار معشوق کی یاد میں یا موسم بہار کی آمد وغیرہ پر لکھے جاتے تھے۔ ان اشعار کو ''تشبیب'' کہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ تشبیب کے مضامین پر مبنی اشعار قصیدے کے علاوہ آزادانہ بھی کہے جانے لگے اور اس طرح غزل وجود میں آئی۔

غزل دنیا کی تمام شاعری میں لاثانی اور سب سے زیادہ لچک دار صنفِ سخن ہے۔ دنیا کی شاعری میں کسی ایسی صنف کا وجود نہیں جس میں غزل کی مانند بحر اور ردیف وقافیہ کی وحدت ہو لیکن ہر شعر اپنا الگ وجود بھی رکھتا ہو۔

جیسا کہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں، غزل کی ابتدا عربی شاعری کے اثر سے ہوئی لیکن فارسی شاعروں نے غزل کو واقعی غزل بنایا۔ گیارھویں صدی کے آتے آتے غزل ایک مشہور اور مضبوط صنفِ سخن بن گئی۔ فارسی کے ذریعے یہ کئی زبانوں تک پہنچی جن میں ترکی اور اُردو سب سے زیادہ اہم ہیں۔ انیسویں صدی کے بعض جرمن شاعروں نے بھی اسے قبول کیا اور آج کل ہندوستان کی کئی زبانوں میں غزل لکھی جارہی ہے۔

© NCERT not to be republished

جس طرح غزل میں مضامین کی قید نہیں، اسی طرح اشعار کی تعداد بھی مقرر نہیں ہے۔ عام طور پر پانچ سے اُنّیس اشعار تک کی غزلیں ہوتی ہیں لیکن کئی غزلوں میں اُنّیس سے زیادہ اشعار بھی ملتے ہیں۔ کبھی کبھی ایک ہی بحر اور ردیف و قافیہ میں شاعر ایک سے زیادہ غزلیں کہہ دیتا ہے۔ اس کو ''دوغزلہ''، ''سہ غزلہ'' اور ''چارغزلہ'' وغیرہ کہا جاتا ہے۔

غزل کا پہلا شعر ''مطلع'' کہلاتا ہے اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ مطلع کے بعد بھی مطلع ہوسکتا ہے۔ اس طرح کے مطلعے کو ''مطلع ثانی'' اور اگر اس کے بعد بھی مطلع ہو تو اس کو ''مطلع ثالث'' کہتے ہیں۔ جس طرح غزل کے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے، اسی طرح مطلعوں کی تعداد بھی مقرر نہیں ہے۔ مطلعے کے فوراً بعد آنے والے شعر کو ''حسنِ مطلع'' یا ''زیب مطلع'' کہتے ہیں۔ غزل کے آخری شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے، اس شعر کو ''مقطع'' کہتے ہیں۔ جس غزل میں ردیف نہ ہو اور صرف قافیے ہوں، اس کو ''غیر مردّف'' کہتے ہیں۔ وہ بحر اور ردیف و قافیہ جس کے لحاظ سے غزل کہی جاتی ہے، اسے غزل کی ''زمین'' کہتے ہیں۔

اُردو غزل کے نمائندہ شاعروں میں وؔلی، سراؔج اورنگ آبادی، دؔرد، سوؔدا، میؔر، مصحفؔی، ناسؔخ، آتؔش، غالبؔ، ذوقؔ، مومنؔ، بہادر شاہ ظفؔر، داغؔ، حسرتؔ، اصغؔر، جگؔر، فانؔی، فراقؔ، یگانؔہ، فیضؔ، ناصؔر کاظمی اور خلیل الرحمٰن اعظمی وغیرہ شامل ہیں۔

ولی دکنی

(1707-1667)

ولی کا وطن اورنگ آباد تھا۔ان کے زمانے میں گجرات دکن کے علاقے میں شامل تھا اسی لیے وہ ولی دکنی کے نام سے مشہور ہوئے۔ولی ایک معزز صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ مشہور صوفی شاہ سعداللہ گلشن کے مرید ہوئے۔ انھوں نے بیرونِ گجرات کے کئی سفر کیے جس کی وجہ سے ان کی شاعری کی شہرت ملک کے مختلف حصّوں میں پھیل گئی۔ وہ دوبار دہلی بھی آئے، دوسری بار میں اپنا اُردو دیوان بھی ساتھ لائے۔

ولی نے غزل میں تصوف کے موضوعات اور عشقیہ مضامین کو نہایت خوب صورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اُن کی زبان قدیم اُردو (دکنی) ہوتے ہوئے بھی مشکل نہیں معلوم ہوتی بلکہ اس کو دکنی اور دہلوی اُردو کے درمیانی رابطے کی زبان کہا جا سکتا ہے۔

ولی سے پہلے دکن میں مثنوی کی صنف زیادہ مضبوط تھی۔ ولی نے غزل کو اولیت دی اور اس طرح دکن کے شعری ادب میں غزل کو ایک ممتاز درجہ دیا۔ یوں تو اُن سے پہلے بھی دکن میں غزلیں کہی جاتی رہیں لیکن انھوں نے غزل کو جس خوبصورتی اور جس طرزِ اظہار سے آشنا کیا وہ انھیں کا حصّہ ہے۔

© NCERT not to be republished

غزل

شرابِ شوق سیں سرشار ہیں ہم
کبھو بے خود، کبھو ہشیار ہیں ہم
دورنگی سوں تری اے سروِ رعنا
کبھو راضی کبھو بیزار ہیں ہم
ترے تسخیر کرنے میں سِریجن
کبھو ناداں، کبھو عیّار ہیں ہم
صنم! تیرے نین کی آرزو میں
کبھو سالم کبھو بیمار ہیں ہم
ولؔی وصل و جدائی سوں صنم کی
کبھو صحرا، کبھو گلزار ہیں ہم

© NCERT not to be republished

مشق

لفظ و معنی

سیں : سے
سرشار : مست

بےخود : بےخبر، مدہوش

دورنگی : مکّاری

سوں : سے

سروِ رعنا : سرو کا خوب صورت درخت، مراد خوش قامت معشوق

کبھو : کبھی

تسخیر : قابو میں کرنا، رام کرنا

سِریجن : معشوق

سالم : تندرست

صنم : بُت، معشوق

وصل : ملاقات

صحرا : ریگستان، بیابان، جنگل

گلزار : چمن، باغ

غور کرنے کی بات

- دکنی کوئی الگ زبان نہیں بلکہ یہ اُردو کی ہی ایک پرانی شکل ہے۔ بہت پہلے شمالی ہند میں بھی اس سے ملتی جلتی زبان بولی جاتی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ زبان میں تبدیلی آتی گئی اور آج دکنی اور شمالی ہند کی اُردو میں اچھا خاصا فرق ہے۔ ولؔی کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے قدیم اُردو یعنی دکنی اور میرؔ و سوداؔ کی اُردو یعنی دہلوی اُردو کے درمیان ایک خوبصورت ربط پیدا کیا۔ ولؔی کی زبان میں ایک طرح کی مٹھاس پائی جاتی ہے جو ہندی اور فارسی کے الفاظ تناسب اور توازن کے ساتھ استعمال کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔ انھوں نے ٹھیٹ دکنی زبان کا استعمال کم کیا ہے۔

© NCERT not to be republished

- غزل کے دوسرے شعر میں دورنگی کی رعایت سے معشوق کو سروِ رعنا کہا گیا ہے رعنا ایک پھول کا نام ہے جس میں دو رنگ ہوتے ہیں۔ وہ اندر سے سرخ اور باہر سے زرد ہوتا ہے۔

سوالات

1. دکنی، اُردو زبان کی ہی ایک شکل ہے یا کوئی دوسری زبان ہے؟
2. دکن میں غزل سے پہلے کس صنفِ سخن کو زیادہ مقبولیت حاصل تھی؟
3. بے خود، ہشیار، راضی، بیزار، نادان اور عیار جیسے الفاظ کے استعمال سے اشعار میں کون سی صنعت پیدا کی گئی ہے؟

عملی کام

- اس غزل میں جو متضاد الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کی فہرست بنائیے۔
- غزل کے مقطع کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

غزل

کیا مُج عشق نے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ
وفاداری نے دلبر کی بجھایا آتشِ غم کوں
کہ گرمی دفع کرتا ہے گلاب آہستہ آہستہ
مرے دل کوں کیا بے خود تری انکھیاں نے آخر کوں
کہ جیوں بے ہوش کرتی ہے شراب آہستہ آہستہ
ادا و ناز سوں آتا ہے وہ روشن جبیں گھر سوں
کہ جیوں مشرق سوں نکلے آفتاب آہستہ آہستہ
ولؔی مُج دل میں آتا ہے خیالِ یار بے پروا
کہ جیوں انکھیاں منیں آتا ہے خواب آہستہ آہستہ

© NCERT not to be republished

مشق

لفظ و معنی

دفع کرنا	:	دور کرنا
ادا	:	انداز، اشارہ
ناز	:	نخرہ، غمزہ

روشن جبیں	:	چمکتی ہوئی پیشانی والا، مراد معشوق
مُج دل میں	:	میرے دل میں
جیوں	:	جیسے
منیں	:	میں

غور کرنے کی بات

- اس غزل کا ایک امتیاز یہ ہے کہ پوری غزل کو پڑھ کر غم یا مایوسی کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی بلکہ شگفتگی کا احساس ہوتا ہے۔
- اس غزل کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کے ہر شعر کا مصرعِ ثانی لفظ ''کہ'' سے شروع ہوتا ہے جو کہیں استعارہ اور کہیں تشبیہہ کی بنیاد بنتا ہے۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ولی کی شاعری (غزل) میں حسن اور لطف کا ایک بڑا ذریعہ ان کی تشبیہات ہیں۔

سوالات

1. مطلع میں ''ظالم'' کس کے لیے استعمال کیا گیا ہے؟
2. غزل کے تیسرے شعر میں ''انکھیاں'' اور ''شراب'' میں شاعر نے کیا تعلق پیدا کیا ہے؟
3. مقطعے کے دوسرے مصرع میں لفظ ''میں'' کی جگہ ''منیں'' کیوں استعمال کیا گیا ہے؟

عملی کام

- مطلع میں آتش، آب، گل اور گلاب کے باہمی تعلق پر اظہار خیال کیجیے۔
- مقطعے میں ''خیالِ یارِ بے پروا'' کی ترکیب تین الفاظ پر مشتمل ہے۔ اسی طرح کی دو تراکیب بنائیے۔

© NCERT not to be republished